نکاح میں حائل رکاوٹیں اور ان کا حل

(سیرت طیبہ کی روشنی میں)

ڈاکٹر محمد ارشد*
سدرہ فردوس**

ABSTRACT

Islam considers marriage as one of the most virtuous and approved institution. Keeping in view importance of Nikah, Islam has tried to make marriage simple and easy. But in Pakistani society materialistic thinking, lavish expenses on marriage, unwanted customs and idealism has made marriage a herculean task. Due to unemployment, caste clergy, wrong interpretation of "Kufv", women economic independence, completion of higher education, look after of old parents, responsibilities of young brothers and sisters, dislike for second marriage of widow and divorced, to avoid property distribution or presence of any medical complications late and delayed marriages have become practice of the day. Even some persons avoid marriage and prefer to live an isolated life. This paper is a study of the solution of these hurdles in the light of Seerah.

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ عربی و علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ
** ایم فل سکالر، علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور اس بنیادی اکائی کی نمو رشتہ زوجیت سے ہے۔ تخلیق انسانی کے ساتھ ہی اس رشتے کا آغاز ہو گیا تھا۔ سب سے پہلے حضرت آدم اور حضرت حواء علیہما السلام کی زوجیت کا معاملہ ہوا۔ نکاح تمام انبیاء اکرام کی سنت بھی ہے۔ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سنت کو اختیار کیا اور ایک صحابی کے اس اعلان پر کہ مَیں کبھی شادی نہیں کروں گا آپ نے فرمایا کہ:

"من أعرض عن سنتي فليس مني."[1]

"جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔"

مگر مشرق و مغرب میں خواتین و حضرات میں نکاح نہ کرنے کا رجحان دن بدن فروغ پا رہا ہے جس سے خاندان کی بنیادیں کمزور ہو رہی ہیں۔ مشرق میں اس تبدیلی اور مغربی اقدار کی پیروی کو روشن خیالی اور آزادیٔ نسواں سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ دیگر مسلم ممالک کی طرح پاکستان میں بھی نکاح میں تاخیر کا رجحان تیزی سے فروغ پا رہا ہے۔ 1997ء کی مردم شماری کے مطابق شادی شدہ افراد کا تناسب 63% تھا لیکن 2017ء کی مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق شادی شدہ افراد کا یہ تناسب نہ صرف کم ہوا ہے بلکہ ان اعداد و شمار کے مطابق نکاح کی عمر میں تاخیر کا رجحان دیکھنے کو ملتا ہے۔ ڈان نیوز کی ایک رپورٹ کے مطابق:

> Although 2017 results have yet to be completely collated and released, well-placed sources claim that the percentage of married people has gone down. The average age at which people are getting married has also gone up significantly, particularly among young women.[2]

مردوں اور بالخصوص خواتین میں نکاح کی اوسطاً عمر میں اضافہ ہوا ہے۔ Population Council کی ایک تحقیق کے مطابق 1975ء سے 2013ء کے درمیان خواتین میں نکاح کی اوسط عمر 17 سے 19 سال رہی جبکہ 1991ء سے 2013ء کی دہائیوں میں یہ شرح لڑکیوں میں 21.5 سے 23.3 سال اور لڑکوں میں 26.5 اور 27.1 سال تک پہنچ گئی۔ رپورٹ کے مطابق شادی کی عمر میں تاخیر کی وجہ سے مجرد افراد کی شرح

---

[1]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، رقم الحدیث:5063

[2]-https://www.dawn.com/news/1388758
Ahmed Yusuf ,Being Single In Pakistan, February 11, 2018, retrieved: MAY 22, 2019

میں بھی اضافے کا امکان ہے۔[1] نکاح کی عمر میں تاخیر یا نکاح سے انحراف ایک صحت مند رجحان نہیں ہے کیونکہ یہ معاشرے کی بنیادی اکائی یعنی خاندان کے خاتمہ اور معاشرے کی تباہی پر منتج ہوتا ہے۔ نکاح میں تاخیر کے اس رجحان کے پس منظر میں بہت سے عوامل کارفرما ہیں۔ اس مقالے میں انہی عوامل اور نکاح میں حائل رکاوٹوں کا ذکر کیا جائے گا اور اس کے بعد سیرت طیبہ کی روشنی میں ان رکاوٹوں کے حل کے حوالے سے لائحہ عمل کا ذکر کیا جائے گا۔

1۔مادیت پسندی

پاکستانی معاشرہ میں نکاح میں بڑی رکاوٹ مادہ پسندی ہے۔ بے جا نمود و نمائش، فضول کی رسم و رواج، بے جا فضول خرچی اور اخراجات نے نکاح کو مشکل بنا دیا ہے۔ اس وقت پاکستان میں ایک متوسط درجے کی شادی پر بھی اوسطاً پانچ سے دس لاکھ کا خرچ آرہا ہے۔[i] بہت سے افراد کا نکاح غربت اور معاشی وسائل کی کمی کی بنا پر تاخیر کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایک سروے کے مطابق تقریباً 77% معاشی عوامل ہی نکاح میں تاخیر کا سبب بنتے ہیں۔[2] جہیز کی ڈیمانڈ کے باعث بعض اوقات متوسط لوگوں کے لیے بھی بچیوں کے نکاح تاخیر کا شکار ہو رہے ہیں۔ جہیز کی لعنت ایسی ہے کہ اسلام کی تعلیمات میں بھی اس کا تصور نہیں ہے۔ ہاں حضرت فاطمہؓ کے لیے چند ضرورت کی چیزیں دینے کا ذکر ہے لیکن اس سے موجودہ جہیز کا جواز درست نہیں ہے۔ اور ملکی قانون میں بھی اس کی حد مقرر کی گئی ہے۔

اسلام نے نکاح کے باب میں عورت کے مال، اس کے حسب، اس کے حسن و جمال اور دین میں سے آخری چیز کو مد نظر رکھنے کا حکم دیا ہے۔ حدیث پاک میں حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"تنكح المراة لاربع، لمالها و لحسبها و جمالها و لدينها فاظفربذات الدين تربت يداک"[3]

---

[1]- https://www.popcouncil.org/uploads/pdfs/2016PGY_YouthInPakistan.pdf Youth in Pakistan: Priorities, realities and policy responses,August 2016, byZeba A Sathar,Iram Kamran,Maqsood Sadiq,Sabahat Husnain ,pg,12-13, retrived: May 22, 2019

[2] - Hina Saleem,Late marriages and infertility :An Anthropological Analysis on Health, The Explorer Islamabad: Journal of Social Sciences,vol:1 issue 7: 246-250, retrieved: May 22, 2019

[3]-ایضاً، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین ، رقم الحدیث: 5089

"عورت سے چار وجوہ کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال کے سبب، اس کے حسب کے سبب، اس کے جمال کے سبب اور اس کے دین کے سبب، سو تم دین والی عورتوں سے نکاح کرو، اے اللہ کے بندو!۔"

اگر کسی جگہ پر یہ چاروں چیزیں اکٹھی ہو جائیں تو یہ بہت ہی بہتر ہے مگر ان میں سے مال، حسب اور جمال کو پیش نظر رکھنا غلطی ہے بلکہ دین کو ترجیح دی جائے۔ دین کے بارے میں آگہی رکھنے والی اور اس پر عمل کرنے والی عورت سے نکاح کیا جائے۔ آج کے معاشرے میں ہماری ترجیحات تبدیل ہو گئی ہیں۔ ہمارے ہاں عورت کے مال و دولت اور اس کے حسن و جمال اور اس کے خاندان کو ترجیحات میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دین اور کردار کو ثانوی حیثیت دی جاتی ہے۔ مادیت پر مبنی اسی رویے کے باعث خواتین کے نکاح میں تاخیر ہو رہی ہے۔ اسی طرح دوسری طرف سے بھی مادیت والا رویہ ہے کہ بچیوں کے لیے رشتے کی تلاش میں بھی مال و دولت کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اور باقی چیزوں کو ثانوی حیثیت دی جاتی ہے۔

2۔ مسئلہ کفو کی غلط تعبیرات

اسلامی تعلیمات میں میاں بیوی میں موافقت کے لیے کُفو (Equal social status) کا تصور ہے کہ میاں بیوی امارت، تعلیم، دین اور کردار میں ہم پلہ ہوں تا کہ ان کے اندر ہم آہنگی پیدا ہو لیکن یہ تو چیز نہ تو نکاح کے ارکان میں سے ہے اور نہ اس کی بنیادی شرائط میں سے۔ دین اور تعلیم میں ہم پلہ ہونا بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ ہمارے ہاں ذات برادری اور اپنے مسلک کے اندر شادی کرنے پر بہت سختی ہے جو کفو کی غلط تعبیر ہے۔ قرآن حکیم کے مطابق تقویٰ کی بنیادی اہمیت ہے۔ قبائل و گروہ کا مقصد محض پہچان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾[1]

"اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد و عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تم کو گروہوں اور قبیلوں میں بنایا تا کہ ایک دوسرے کو پہچانو۔ بے شک اللہ کے ہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ ڈرنے والا ہے۔ بے شک اللہ جاننے والا باخبر ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ قبائل و گروہ محض پہچان و تعارف کے لیے بنائے گئے ہیں۔ یہ عزت و توقیر کا باعث نہیں ہیں اس لیے نکاح میں ذات برادری پر بے جا اصرار مناسب نہیں۔ اسی طرح اپنے مسلک میں نکاح پر بھی اصرار

---

[1]۔ الحجرات 13:49

نہیں کیا جانا چاہیے کیونکہ قرآن حکیم نے مشرک مرد اور عورت سے نکاح منع فرمایا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾[1]

”اور تم مشرک خواتین سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔“

اسی طرح خواتین کے لیے حکم دیا:

﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا﴾[2]

”اور تم مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔“

ان آیات میں مرد و عورت کو مشرک عورت و مرد سے نکاح سے روکا گیا ہے۔ دوسری طرح اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) کی خواتین سے مسلمان مردوں کی شادی کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾[3]

”اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور تم سے پہلے اہل کتاب کی پاک دامن عورتیں بھی (حلال ہیں)۔“

چنانچہ آج کے دور میں کسی مسلک میں نکاح کو ناجائز قرار دینا قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے۔ ذات برادری اور مسلک کی پابندی سے خواتین و حضرات کے نکاح میں تاخیر کا امکان ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیں ان خود ساختہ پابندیوں سے آزاد ہونا ہوگا۔

3۔ آئیڈیل کی تلاش

آج کل خواتین و حضرات کے نکاح میں تاخیر کی ایک وجہ آئیڈیل کی تلاش بھی ہے۔ نکاح میں تاخیر کا سبب بننے والے عوامل میں تقریباً 62% حصہ اسی آئیڈیلزم (Idealism) کی تلاش کا ہے۔[4] مرد بھی آئیڈیل تلاش کرتا ہے کہ وہ عورت خوبصورت ہو، رنگ، قد، دبلا پتلا ہونا (سمارٹ ہونا)، نقوش بے مثال ہوں۔ اسی طرح وہ اعلیٰ

---

[1]۔ البقرۃ 221:2

[2]۔ ایضاً

[3]۔ المائدۃ 5:5

[4] ۔ Hina Saleem,Late marriages and infertility :An Anthropological Analysis on Health, The Explorer Islamabad: Journal of Social Sciences,vol,1 issue (7): 246-250, retrived: MAY 22, 2019

تعلیم یافتہ ہو، ملازمت پیشہ ہو، اس کا خاندان اعلیٰ نسب کا حامل ہو، انتہائی مالدار ہو اور علم بھی کم ہو۔ صاف ظاہر کہ ان تمام صفات کی حامل خاتون کم ہی ملے گی اور یوں آئیڈیل کی تلاش میں مرد کا نکاح تاخیر کا شکار ہو جائے گا۔

اسی طرح عورت بھی آئیڈیل کی تلاش میں رہتی ہے کہ شوہر کا رنگ، قد و قامت، تعلیم یافتہ ہو، ملازمت یا برسرِ روزگار ہو، کوٹھی بنگلے والا ہو، گاڑی ہو اور وہ اکیلا ہو (اس کے والدین، بہن بھائی کوئی نہ ہوں) یا اس کے والدین، بہن بھائی ہوں تو اس کی رہائش ان سے الگ ہو۔ ان صفات کے حامل شوہر کو تلاش کرتے کرتے کئی خواتین اتنی زیادہ عمر کی ہو جاتی ہیں کہ پھر وہ مجرد رہنے کو ہی اختیار کر لیتی ہیں۔ اور بعض نکاح کرنے کو ترجیح دیتی ہیں تو عمر کے حصے میں اس پر بھی اکتفا کر لیتی ہیں کہ وہ مرد ہو اور باقی آئیڈیل میں سے کوئی خصوصیت بھی نہ ہو۔ اور آئیڈیل کی تلاش کا ایک نقصان یہ ہے کہ اس سے نکاح میں تاخیر ہوتی ہے اور دوسرا یہ کہ آئیڈیل کی تلاش میں بعض اوقات خواتین و حضرات نکاح سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات وہ بہت نیچے آ کر نکاح کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

نکاح کے باب میں آئیڈیل کی تلاش میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ کوئی شخص ساری خوبیوں کا جامع نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری بات یہ کہ بعض اوقات وقتی طور پر بعض چیزیں ناپسند ہوتی ہیں مگر انجام کار کے طور پر اس میں بہت زیادہ بھلائیاں ہو سکتی ہیں۔ اس حوالے سے قرآن حکیم نے ضابطے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

﴿فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـــًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾[1]

"قریب ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ نے اس میں بہت سی بھلائیاں رکھ دی ہوں۔"

اسی طرح حدیث پاک کی رو سے مال، جمال اور دین کی بناء بھی پر عورت سے نکاح کیا جاتا ہے۔ لیکن ہمیں دین دار عورت سے نکاح کو ترجیح دینے کا حکم دیا گیا ہے۔[2]

لہٰذا بلاوجہ آئیڈیل کی تلاش میں نقصان ہی کا غالب امکان ہے۔

4۔ وراثت کی تقسیم سے گریز

خواتین کے نکاح میں تاخیر کی ایک اور وجہ وراثت کی تقسیم سے بچنا ہے۔ اگر شادی کر دی تو جائیداد تقسیم ہو جائے گی۔ اس لیے مختلف حیلے بہانوں سے شادی کو مؤخر کیا جاتا ہے یہاں تک کہ عمر اتنی زیادہ ہو جائے کہ بچی خود کہے کہ میں اب شادی نہیں کروں گی یا وہ اس عمر میں شادی تو کرنا چاہے مگر کوئی اور اس کے ساتھ شادی کو تیار نہ

[1]۔ النساء4:19

[2]۔مسلم، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب استحباب نکاح ذات الدین، رقم الحدیث:1444

ہو۔

اسی طرح بعض علاقوں میں وراثت کی تقسیم سے بچنے کی کوشش سے خواتین کی قرآن سے شادی کی رسم کو جنم دیا ہے تاکہ عورت کو اپنے ہی گھر میں رکھ لیا جائے۔ اس کے خلاف سزا تجویز کرتے ہوئے تعزیرات پاکستان سیکشن 498 میں کہا گیا ہے:

> Whoever compels or arranges or facilitates the marriage of a women with Holy Quran shall be punished with imprisonment of either description for a term may be extend to seven years or for a term which shall not be less than three years and shall also be liable to fine of five hundred thousand Rupees.{Pakistan Penal Code (PPC)}. [1]

> جو شخص کسی عورت کو قرآن سے شادی پر مجبور کرے یا اس کا انتظام کرے یا سہولیات فراہم کرے تو اس کو قید کی سزا دی جائے گی جس کی مدت زیادہ سے زیادہ سات سال تک اور کم سے کم تین سال ہو گی اور پانچ لاکھ جرمانے کو ادا کرنے کا ذمہ دار بھی ہو گا۔ اسی طرح تعزیرات پاکستان کے سیکشن 298A کے مطابق عورت کو کسی بھی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد یا وراثت سے محروم کرے تو ایسی صورت میں اسے دس سال کی سزا دی جا سکتی ہے لیکن پانچ سال سے کم نہ ہو یا دس لاکھ جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔

خواتین کو قرآن سے شادی یا دیگر طریقوں سے وراثت سے محروم رکھنے کا معاملہ سندھ اور جنوبی پنجاب کے بعض علاقوں میں عورت کو بالواسطہ طور پر مجرد زندگی بسر کرانے کا طریقہ ہے۔

5۔ مطلقہ یا بیوہ کے عقد ثانی کو معیوب سمجھنا

ہندو معاشرے کے ساتھ صدیوں تک بود و باش رکھنے کی وجہ سے ابھی بھی ہمارے معاشرے میں مطلقہ یا بیوہ کے دوسرے نکاح کو معیوب گردانا جاتا ہے۔ عقد ثانی کا رجحان نہ ہونے کے سبب بیوہ اور طلاق یافتہ خواتین کی شرح میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ حالیہ ہونے والی مردم شماری کے مطابق پاکستان میں بیوگان کی تعداد

---

[1]- Pakistan Panel Code (PPC)

40.5%ہے جبکہ 0.34 % خواتین طلاق یافتہ ہیں۔[1] یہ تعداد 1998ء کی مردم شماری کی بنسبت پانچ سے چھ گنا زیادہ ہے۔[2] اس کا مطلب یہ ہے کہ بیوہ یا مطلقہ کے عقد ثانی کا رجحان بڑھنے کی بجائے مزید کم ہوا ہے جبکہ اسلام مطلقہ اور بیوہ کے دوسرے نکاح کو جائز قرار دیتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

﴿وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ﴾[3]

"اور عقد نکاح کو پختہ نہ کرو یہاں تک کہ عدت پوری نہ ہو جائے۔"

اس آیت میں عدت کے دوران عقدِ نکاح کو پختہ نہ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ نکاح کا جواز اس سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اس آیت کے آغاز میں صرف دوران عدت اشارۃً پیغام نکاح کی ممانعت ہے۔ قرآن حکیم کے الفاظ یہ ہیں:

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ﴾[4]

"تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ تم عورتوں کو اشارہ و کنایہ میں پیغامِ نکاح دو۔"

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے علاوہ جن خواتین سے سے نکاح کیا وہ یا تو مطلقہ تھیں یا بیوہ تھیں۔ اور ان میں سے کچھ جیسے حضرت خدیجہؓ اور حضرت سودہ بنت زمعہؓ تو آپ ﷺ سے بھی زیادہ عمر کی تھیں۔ قرآن حکیم کی واضح تعلیمات اور سیرت طیبہ کے بعد کون سی معاشرتی روایت ہے جو مطلقہ یا بیوہ کے نکاح ثانی کو معیوب سمجھے۔ اور جوان مطلقہ یا بیوہ کی جوانی کا زمانہ اس غلط رسم کی بھینٹ چڑھا دیا جائے۔ معاشرتی تحفظ اور معاشی مسائل کے ساتھ ساتھ اگر ان خواتین کے بچے ہوں تو انہیں ان کی تعلیم و تربیت کے مسائل کا تن تنہا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یوں اس غلط معاشرتی رسم نے کئی خواتین کو دوسرے نکاح سے روک رکھا ہے۔

6۔ مردوں کے نکاح ثانی کو معیوب سمجھنا

ہمارے معاشرے میں نہ صرف خواتین بلکہ مردوں کے نکاح ثانی کو بھی معیوب سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ معیوب بات نہیں ہے بلکہ قرآن حکیم میں واضح طور پر اس کی اجازت دی گئی ہے:

---

[1] ۔ http://www.pbs.gov.pk/content/population-15-years-and-above-marital-status , retrived: MAY 22, 2019

[2] - https://www.dawn.com/news/1388758
Ahmed Yusuf ,BEING SINGLE IN PAKISTAN, February 11, 2018, retrived: MAY 22, 2019

[3] ۔ البقرۃ2:235

[4] ۔ ایضاً

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾[1]

"جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان میں سے دو دو تین تین چار چار سے نکاح کرلو۔"

آنحضور ﷺ اور آپ کے صحابہؓ نے بھی متعدد نکاح کیے جن کی تفصیلات مختلف کتب سِیَر و احادیث میں موجود ہے۔

اسلام مرد کو بیک وقت چار عورتوں کو نکاح میں رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔ عقد ثانی کی یہ اجازت کسی جواز، مجبوری یا ضرورت کے ساتھ مشروع نہیں ہے بلکہ صرف ازواج میں انصاف کے ساتھ مشروط ہے لیکن پاکستانی معاشرے میں عموماً عقد ثانی کسی انتہائی ضرورت مثلاً اولاد کا نہ ہونا، زوجین میں طلاق یا زوجہ کی وفات کی صورت میں ہی کیا جاتا ہے۔ لیکن ان صورتوں میں بھی عموماً عقد ثانی کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے ہی دیکھا جاتا ہے بلکہ ایک بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کرنے والے مردوں کو اکثر و بیشتر شدید قسم کے منفی سماجی رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ زوجین میں طلاق ہو جانے کی صورت میں بھی ایسے شخص کو اپنی بیٹی دیتے ہوئے دسیوں بار سوچا جاتا ہے۔ اور اگر زوجہ کی وفات ہو چکی ہو اور مرد صاحب اولاد ہو تو بچوں کی موجودگی ان کی پرورش اور تربیت کی ذمہ داری بھی اس مرد کے نکاح ثانی کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہوتی ہے۔ نتیجتاً بہت سے جوان مرد بیوی کے فوت ہو جانے کے بعد ان معاشرتی رویوں کے باعث نکاح سے محروم رہ جاتے ہیں۔ یہ سماجی رویہ ہندووانہ معاشرے کے ساتھ صدیوں میل جول رکھنے کی وجہ سے بھی ہمارے معاشرے میں در آیا جبکہ اگر سنت نبوی ﷺ کو سامنے رکھا جائے تو اس معاشرتی رویے کا کوئی جواز نہیں بنتا کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد بیک وقت متعدد نکاح کیے اور جس بات کی اجازت قرآن و سنت سے ثابت ہو اسے معیوب تصور کرنا درست نہیں۔

7۔ ذمہ داریوں سے انحراف

ایک طبقہ روشن خیال خواتین کا ہے جو عورت کی آزادی کی علمبردار ہیں۔ یہ خواتین تعلیم یافتہ اور ملازمت پیشہ ہیں اور اپنے اخراجات میں کسی کی محتاج نہیں ہیں۔ وہ نکاح کو اپنی آزادی کے خلاف سمجھتی ہیں۔ ان کو خاندان میں مرد کی سربراہی ماننا پڑے گی اور اس کی اجازت کے بغیر دیگر مصروفیات کے لیے باہر جانا مشکل ہو جائے گا۔ بچوں اور گھر کی مصروفیات بھی ان کی آزادی کی راہ میں رکاوٹ ہوں گی۔ اس لیے وہ نکاح کے بغیر ہی مجرد زندگی گزارنے کو ترجیح دیتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں ہر شخص کی ذمہ داری ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَھُمْ عَلٰي بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا

---

[1]۔ النساء3:4

مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ﴾[1]

"مرد عورتوں کے نگہبان ہیں، اس کے سبب کہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی اور اس وجہ سے کہ انہوں نے اپنے مالوں میں سے خرچ کیا۔"

اسی طرح حدیث میں ہے:

"كلكم راع و مسئول عن رعيته فالامام راع و هو مسئول عن رعيته والرجل فى اهله راع و هو مسئول عن رعيته والمراة فى بيت زوجها راعيته و هى مسئولةعن رعيتها"[2]

"تم سب نگہبان ہو اور اپنی رعایا کے بارے میں جواب دہ ہو۔ سو حکمران نگہبان ہے اور اپنی رعایا کے بارے میں جواب دہ ہے اور مرد اپنے گھر کے بارے میں نگہبان ہے اور اس کے بارے میں جواب دہ ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اور اس کے بارے میں جواب دہ ہے۔"

اسی طرح سیرت طیبہ میں ہمیں اس کی مثال نہیں ملتی کہ کسی خاتون کی شادی نہ کی گئی ہو۔ سب صحابہ نے اپنی بیٹیوں کی شادیاں کیں کیونکہ ہر ایک کی اپنی اپنی ذمہ داریاں ہیں اور دائرہ کار ہے۔ اس میں کسی کی آزادی سلب ہونے کی بات نہیں ہے۔ اس لیے یہ تصور کہ نکاح سے آزادی ختم ہو جاتی ہے لہٰذا نکاح نہیں کرنا چاہیے، بالکل غلط ہے۔ یہ امر کتاب اللہ اور سیرت طیبہ سے متصادم ہے۔

اسی طرح بعض مرد حضرات بھی نکاح سے فرار کا راستہ اختیار کرتے ہیں کہ اس سے ان کی آزادی مجروح ہو گی۔ لہٰذا وہ ذمہ داریوں سے بچنے کے لیے نکاح کے بغیر ہی زندگی گزارنے کو ترجیح دیتے ہیں جو کہ صریحاً غلط ہے۔

8۔ کثرت عبادت کی خواہش

ہمارے ہاں خواتین و حضرات میں کثرتِ عبادت کے باعث نکاح نہ کرنا بھی ایک سبب ہے اگرچہ اس کی شرح بہت کم ہے۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں اس تصور کو دیکھا جائے تو یہ قابل رد ہے کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور اہل بیت میں سے کسی نے ازدواجی زندگی کو کثرتِ عبادت میں رکاوٹ نہیں سمجھا۔ یہ تمام ہستیاں کثرت کے ساتھ عبادت بھی کرتی تھیں اور اپنے گھریلو معاملات بھی بطریق احسن انجام دیتی تھیں۔ جیسا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ کے گھر میں تین آدمی آپ کی عبادت کا حال

---

[1]۔ النساء34:4

[2]۔بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاستقراض،باب العبد راع فی مال سیدہ، رقم الحدیث: 2409

پوچھنے آئے۔ جب ان سے بیان کیا گیا تو انہوں نے اپنی عبادت بہت کم خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ کی برابری کس طرح کر سکتے ہیں، آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہو گئے ہیں۔ ایک نے کہا کہ مَیں رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا کہ مَیں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، تیسرے نے کہا کہ مَیں نکاح نہیں کروں گا اور عورت سے ہمیشہ الگ رہوں گا۔ اس کے بعد رسول ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا تم لوگوں نے یوں یوں کہا ہے؟ اللہ کی قسم! مَیں اللہ تعالیٰ سے تمہاری نسبت زیادہ ڈرنے والا اور خوف کھانے والا ہوں۔ اس کے باوجود مَیں روزہ رکھتا ہوں، اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ اور اس کے ساتھ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ یادرکھو کہ:"فمن رغب عن سنتی فلیس منی"[1]

"جو میری سنت سے روگردانی کرے گا، وہ میرے طریقے پر نہیں۔"

دین اسلام ویسے بھی ایک متوازن اور معتدل دین ہے۔ یہ رہبانیت کے خلاف ہے اس میں دین اور دنیا کی کوئی تفریق نہیں۔ اس کے تقاضے تبھی پورے ہو سکتے ہیں جب انسان عائلی زندگی کو اپناتا ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے دین کے مطابق زندگی کو گزارنا ہی اصل عبادت ہے۔

9۔ اعلیٰ تعلیم کا حصول

پاکستانی معاشرے میں ایسا طبقہ بھی ہے جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے نکاح کو موخر کر دیتا ہے۔ گذشتہ چند دہائیوں میں خواتین میں تعلیم کا تناسب حیرت انگیز طور پر بڑھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خواتین کی تعلیم تقریباً 47% ان کے نکاح میں تاخیر کا سبب بنتی ہے[2] کیونکہ عموماً اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین یا تو مجرد رہنا پسند کرتی ہیں یا پھر تاخیر سے نکاح کرتی ہیں۔ اس کی دو وجوہ ہیں ایک کہ اعلیٰ تعلیم کے بعد توقعات بڑھ جاتی ہیں اور آئیڈیل کا معیار بڑھ جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس دوران ان کی عمر اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ ان کے لیے شادی مشکل ہو جاتی ہے۔

اصل میں یہ خرابی ہماری ترجیحات کی ہے کیونکہ ہم نے تعلیم کو صرف مادی ترقی اور فوائد کے حصول کا ذریعہ تصور کر لیا ہے۔ جبکہ اکثر خواتین میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کا مقصد اعلیٰ تعلیم یافتہ اور معاشی لحاظ سے مستحکم جیون ساتھی کا پانا بھی ہوتا ہے۔ تمام صحابہ یا صحابیات کی سیرت کا جائزہ لیں تو ایسی کوئی نظیر نہیں ملتی کہ کسی نے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے تجرد کی زندگی کو اختیار کیا ہو۔ آنحضور ﷺ جو خود معلم اعظم ہونے کے ساتھ ساتھ بارگاہ خداوندی میں متعلم کی حیثیت بھی رکھتے تھے، ایک عظیم مشن ان کے سپرد تھا لیکن آپ ﷺ نے خانگی

[1]– ایضاً، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، رقم الحدیث: 5063

[2] ۔ Hina Saleem,Late marriages and infertility :An Anthropological Analysis on Health, The Explorer Islamabad: Journal of Social Sciences,vol,1 issue (7): 246-250, retrived: May 22, 2019

زندگی سے منہ نہ موڑا۔ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود خانگی زندگی کے تمام تقاضوں کو احسن طریقے سے نبھایا۔ تمام صحابہ کرامؓ علمی حوالے سے بلند مرتبے پر فائز ہیں، لیکن سب نے متعدد نکاح کیے اور عائلی زندگی سے کنارہ کشی اختیار نہ کی۔ حضرت عائشہؓ جو تمام خواتین میں سب سے بڑی فقیہہ تھیں بلکہ جلیل القدر صحابہ بھی ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرتے تھے، کم سنی میں ہی رشتہ زوجیت میں بندھ گئی تھیں۔ نکاح ان کے حصول علم میں کبھی رکاوٹ نہ بنا بلکہ ان کے علم کو کمال ہی اپنے رفیق حیات سے ملا۔ اگر ہم اپنی ترجیحات کا زاویہ تھوڑا سا تبدیل کر لیں اور مادیت پرستی سے صَرفِ نظر کرتے ہوئے ایسے جیون ساتھی کا انتخاب کریں جو دیندار اور نیک خصائل کا مالک ہو، باہم احترام اور تعاون کرنے والا ہو تو شادی شدہ زندگی تعلیمی ترقی میں معاون بھی ہو سکتی ہے۔

10۔ مَردوں کا بے روزگار ہونا

بیروزگاری پاکستان کا ایک بڑا مسئلہ ہے۔ نوجوانوں میں بیروزگاری کی یہ شرح بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ 1981ء کی مردم شماری کے مطابق بے روزگاری کی شرح 3.1% تھی[ii] جو 2017ء میں بڑھ کر 4.04 % تک پہنچ گئی۔[1] جبکہ 2019 میں یہ شرح 5.90% تک پہنچ چکی ہے۔[2] اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں صرف 39 فیصد نوجوانوں کو روزگار کے مواقع حاصل ہیں۔[3]

بیروزگاری کی یہ بڑھتی ہوئی شرح نکاح میں بھی تاخیر کا سبب بن رہی ہے۔ نوجوان طبقے کا بیروزگار ہونا اور معاشی لحاظ سے والدین کا دست نگر ہونا نکاح میں ایک بڑی رکاوٹ ہے کیونکہ ایک طرف تو بیروزگار لڑکے کو کوئی رشتہ نہیں دیتا اور دوسری طرف لڑکے کے والدین بھی لڑکے کے ساتھ ساتھ اس کی بیوی بچوں کی کفالت کی ذمہ داری اٹھانے کو تیار نہیں ہوتے، جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾[4]

"اور تم لوگ اپنے میں سے اکیلے (بغیر بیوی والے مردوں اور بغیر شوہر والی عورتوں) اور اپنے نیک

---

[1] - https://www.statista.com/statistics/383735/unemployment-rate-in-pakistan/, Pakistan: Unemployment rate from 2007 to 2017, retrived: MAY 22, 2019

[2] - https://tradingeconomics.com/pakistan/unemployment-rate , retrived: May 22, 2019

[3] - https://qaumiakhbar.com/2019/05/02/unemployment-factories/, retrived: May 22, 2019

[4] - النور 32:24

غلاموں اور باندیوں کے نکاح کر دیا کرو اگر وہ غریب ہیں تو (اس سے مت گھبراؤ) اللہ انہیں اپنے فضل سے مالدار کر دے گا۔"

پس غریب یا کم مال ہونے کے سبب سے شادی میں تاخیر کرنا بھی مناسب نہیں بلکہ اللہ پر توکل کے خِلاف ہے جو سراسر کمزوریٔ ایمان کی علامت ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت عمرؓ کا ایک قول منقول ہے:

"عَجِبْتُ لِمَنِ ابْتَغَى الْغِنَى بِغَيْرِ النِّكَاحِ، وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ-" [1]

میں اس کے بارے میں حیران ہوں جو نکاح کیے بغیر تونگری چاہتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ ﴿إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾

"اگر وہ غریب ہیں (تو اس سے مت گھبراؤ) اللہ انہیں اپنے فضل سے مالدار کر دے گا۔"

حدیث مبارکہ میں بھی نکاح کی صورت میں اللہ کی مدد کی یقین دہانی کرائی گئی ہے:

"ثَلاَثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمُ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الأَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ-"

"تین لوگوں کی مدد کرنا اللہ پر اُن لوگوں کا حق ہے: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا، غلامی اور قرض وغیرہ سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کرنے والا اور اپنی عِفت محفوظ رکھنے کے لیے نکاح کرنے والا۔"

پس یہ بات یقینی ہے کہ نیک نیتی سے، اپنی عِزت وعِفت محفوظ رکھنے کی نیت سے نکاح کرنے والے کی مدد اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے اور نکاح کرنے سے ایسے لوگوں کے رزق میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اضافہ ہوتا۔

11۔ خواتین کی معاشی خود انحصاری

پاکستانی معاشرے میں مردوں کے مقابلے میں خواتین میں تعلیم کی شرح بڑھتی جارہی ہے جبکہ مردوں میں یہ شرح کم ہوتی جارہی ہے۔ اسی وجہ سے مردوں کے مقابلے میں خواتین کی کثیر تعداد معاشی لحاظ سے مستحکم ہو رہی ہے۔ LFS کے مطابق 2001-2002ء میں بیروزگاری کی شرح 8.3% تھی جبکہ خواتین میں یہ

[1]-البغوی، ابو محمد الحسین بن مسعود، امام (510ھ)، معالم التنزیل فی تفسیر القران، المعروف بالتفسیر البغوی ،دار احیاء التراث العربی ، بیروت، 1410ھ،3 :410

شرح % 16.5 تھی جو 2012-2013 میں کم ہو کر %9 پر آ گئی[1] اور یہ امر خواتین کے معاشی میدان میں خود انحصاری کے رجحان کو ظاہر کرتا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق:

> Out of estimated 180 million people, only 12.51 million Pakistani females of various ages are in employment of some sort. [2]

خواتین میں حصول تعلیم اور معاشی خود انحصاری کا یہ رجحان بتدریج بڑھ رہا ہے جبکہ تعلیمی قابلیت اور معاشی خود انحصاری کی صلاحیت مناسب رشتہ کی تلاش میں رکاوٹ ثابت ہوتی ہے کیونکہ لڑکی کے معیار کا پڑھا لکھا اور برسر روزگار لڑکا ڈھونڈنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کبھی مناسب رشتے کی تلاش میں عمر بیت جاتی ہے اور کبھی دلبر داشتہ ہو کر لڑکی مجرد رہنے کو ترجیح دیتی ہے۔ پھر معاشرے میں ایک عام تاثر یہ بھی پایا جاتا ہے کہ جب عورت معاشی لحاظ سے مستحکم ہے تو اب اسے مرد کے سہارے کی کیا ضرورت؟ ایسی صورتحال میں کچھ خواتین نکاح کو ایک بے مقصد اور فضول کام گردانتی ہیں جس کی انہیں ضرورت نہیں کیونکہ وہ معاشی لحاظ سے خود مختار ہیں اپنے ہر ضرورت خود پوری کر سکتی ہیں۔ اپنی آزادی کو قربان کر کے عائلی زندگی کی ذمہ داریاں انہیں غلامی کا طوق لگتی ہیں۔ اس لیے بھی کچھ خواتین نکاح اور عائلی زندگی سے کنارہ کشی اختیار کرتی ہیں اور مجردانہ زندگی کو اپنے لیے بہتر تصور کرتی ہیں۔

معاشی لحاظ سے پاکستانی معاشرے میں اگر بچیاں ملازمت وغیرہ اختیار کر کے معاشی خود مختاری حاصل کر لیں تو بھی مادیت غالب آ جاتی ہے اور بچیوں کے والدین خیال کرتے ہیں کہ یہ اب ہمارے اوپر بوجھ نہیں ہیں لہٰذا ان کی شادیوں میں تاخیر سے ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہو گا بلکہ بعض صورتوں میں وہ ان بچیوں سے معاشی معاونت حاصل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

جب حضرت خدیجہؓ نے حضرت محمد ﷺ سے نکاح فرمایا تھا تو معاشی لحاظ سے آپ ﷺ سے کہیں زیادہ مستحکم تھیں لیکن آپ ﷺ کے عمدہ اخلاق کی بنا پر انہوں نے آپ کو نکاح کا پیام بھیجا۔ اور ہم جانتے ہیں کہ یہ جوڑا ایک بہترین جوڑا ثابت ہوا۔ ازدواجی زندگی کے پچیس سال بے مثل ذہنی ہم آہنگی، قلبی تعلق، محبت اور مؤدت کی فراوانی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ عمر کا تفاوت اور معاشی فرق کہیں بھی کامیاب ازدواجی زندگی کی راہ میں

---

1 - https://www.pakistangendernews.org/womens-employment/
Shazia Mirza ,Women's employment, August 18, 2014, retrived: MAY 22, 2019

2- ibid

رکاوٹ نہ بنا اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا:

"اذا اتا کم من ترضون خلقه و دینه فزوجوه الا تفعلوا تکن فتنة فی الارض وفساد عریض۔"[1]

"جب تمہارے پاس کوئی رشتہ آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو تو اس سے نکاح کر لو اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔"

ہاں شریعت نے شادی بیاہ کے موقع پر آپس میں مماثلت، یگانگت، برابری اور کفو ہونے کا اعتبار کیا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان فکر و خیال، معاشرت، طرز رہائش اور دینداری وغیرہ میں یکسانیت یا قربت ہونے کی صورت میں اس کی زیادہ امید ہوتی ہے کہ دونوں کی ازدواجی زندگی خوشگوار گزرے اور رشتۂ نکاح مستحکم ہو۔ بے جوڑ نکاح عموماً ناکام رہتے ہیں اور اس ناکامی کے برے اثرات ان دونوں شخصوں سے متجاوز ہو کر دونوں کے گھروں اور خاندانوں تک پہنچتے ہیں، اس لیے احکام نکاح میں شریعت نے کفور کی رعایت کی ہے۔ لیکن صرف تعلیم یا معاشی برابری بہر حال کامیاب ازدواجی زندگی کی ضمانت نہیں بن سکتے بلکہ عمدہ اخلاق، خوف خدا اور دینداری ہی وہ صفات ہیں جو ایک پائیدار اور کامیاب ازدواجی زندگی کی ضمانت ہو سکتی ہیں لہذا ہمیں اپنی ترجیحات کا رخ تبدیل کرنا ہو گا۔

12۔ذات برادری اور مسلک کے اندر نکاح پر اصرار

ہمارے معاشرے میں ذات پات کی بہت پابندی کی جاتی ہے۔ ہندو معاشرے میں صدیوں اکٹھا رہنے کی بدولت یہ تصور مسلمانوں میں بھی سرایت کر گیا ہے۔ بہت سے لوگ اپنی ذات یا پھر اپنے مسلک سے باہر شادی کرنا معیوب سمجھتے ہیں۔ شادی بیاہ کے لیے ذات برادری اور مسلک ہی کو ترجیح دینے کی وجہ سے عموماً یا تو نکاح میں تاخیر ہو جاتی ہے یا پھر بے جوڑ شادیاں کرنی پڑتی ہیں جو آگے چل کر مزید مسائل کا سبب بنتی ہیں۔ جبکہ اسلام میں ذات پات، حسب نسب کی بنا پر کوئی تفریق یا امتیاز نہیں پایا جاتا۔ تمام انسانوں کا نسب ایک ہی ہے کہ سب کے سب حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اور حضرت آدمؑ مٹی سے پیدا کیے گئے تھے، یہی انسان کی حقیقت ہے۔ جیسا کہ متعدد احادیث میں یہی حقیقت واشگاف الفاظ میں بار بار بیان کی گئی ہے۔"اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْا آدمَ وَ آدمُ مِنْ تُرَابٍ"[2] تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ جبکہ قوم برادریاں ذات پات تو سب پہچان کا ذریعہ

---

[1]۔ ابن ماجه، ابو عبدالله بن یزید القزوینی، السنن، ابواب النکاح، باب الاکفاء، رقم الحدیث :1948

[2]۔احمد بن حنبل، المسند، مسند ابی ہریرہ، رقم الحدیث: 8736

ہیں۔﴿ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ﴾[1] اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔

پاکستانی معاشرے میں عموماً نکاح کے لیے ذات پات کی پابندی سب سے زیادہ سادات میں پائی جاتی ہے۔ لیکن جب ہم آپ ﷺ کے اسوہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے چار میں سے تین صاحبزادیوں کا نکاح غیر سید حضرات سے کیا۔ آپ ﷺ کی بڑی صاحب زادی زینبؓ کا نکاح ابو العاص سے ہوا جو بنو امیہ سے تھے۔ اور حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ سے ہوا جو بنو امیہ سے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی چچازاد بہن ضباعہ بنت زبیر کا نکاح مقداد بن اسودؓ سے اور پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش کا نکاح اپنے ہی آزاد کردہ غلام زید بن حارثؓ سے کر دیا۔ اس کے بعد انہی زید کے بیٹے اسامہ بن زیدؓ کا نکاح قریش کی ایک عالی نسب خاتون فاطمہ بنت قیسؓ سے کر دیا۔ آپ ﷺ کی پیروی میں آپ کے صحابہ میں بھی یہی رجحان پھیلا اور حسب نسب سے ہٹ کر شادیاں ہونے لگیں۔ حضرت ابو حذیفہؓ نے اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہؓ کا نکاح ایک آزاد کردہ غلام سالمؓ سے کر دیا۔

حسب نسب کے غرور کو توڑنے میں آپ ﷺ کے اہل خاندان بھی پیچھے نہ رہے۔ حضرت علیؓ نے اپنی صاحبزادی ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے کیا جو کہ سید نہ تھے۔ حضرت حسینؓ کی بیٹی فاطمہؓ کا نکاح حضرت عثمان کے پوتے عبد اللہ بن عمرؓ سے ہوا جو کہ سادات کے دائرے میں داخل نہ تھے۔ آپؓ کی دوسری صاحبزادی سکینہؓ کی شادی مصعب بن زبیر اور ان کی شہادت کے بعد عبد اللہ بن عثمان بن عبد اللہ بن حکیم بن حزام سے ہوئی۔ یہ دونوں حضرات بھی سید نہ تھے۔ حضرت امام حسنؓ کی متعدد پوتیوں کا نکاح غیر سید میں ہوا جن میں زینبؓ، ام کلثومؓ، فاطمہؓ ملیکہ اور ام قاسم شامل ہیں۔

آپ ﷺ نے نسلی تفاخر کو جاہلیت قرار دیا اور نسلی برتری کے احساس کو جرم۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے اپنے خطبات میں نسلی تفاخر اور جاہلیت کی مذمت کرتے ہوئے وحدت نسل انسانی پر زور دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

> "یا ایها الناس، ان الله قد اذهب عنكم عبية الجاهلية وتعاظمها بابائها، فالناس رجلان: بر تقی كريم على الله، و فاجر شقی هين على الله، والناس بنو آدم وخلق الله آدم من تراب"[2]

---

[1]۔ الحجرات 13:49

[2]۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، کتاب مسنون ادعیه و اذکار، باب قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ، رقم الحديث: 3545

"لوگو! اللہ نے تم سے جاہلیت کے غرور اور آباء واجداد پر فخر کرنے کو دور کر دیا ہے۔ انسان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک نیک اور متقی جو اللہ کے ہاں معزز ہے۔ اور دوسرا فاجر اور بدبخت جو اللہ کے ہاں بے وزن ہے۔ انسان آدمؑ کی اولاد ہیں اور اللہ نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔"

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ نکاح کے لیے جس کے بھی اخلاق پسند آ جائیں اس سے شادی کر لینی چاہیے۔ کیونکہ ذات برادریوں کی تقسیم لایعنی اور بے مقصد ہے۔

13۔ والدین کی خدمت یا وفات کی صورت میں نکاح میں تاخیر

بسا اوقات حالات ایسے ہو جاتے ہیں کہ بوڑھے والدین کی خدمت اور دیکھ بھال بھی نکاح میں تاخیر کا سبب بن جاتی ہے۔ عموماً ایسی صورتحال خواتین کے ساتھ پیش آتی ہے۔ جب اولاد نرینہ نہ ہو اور والدین ضعیف لاغر اور بیمار ہوں یا پھر بیٹے اپنی اپنی گھر گرہستی میں مصروف ہو جائیں اور والدین کی خدمت اور دیکھ بھال یا بہن کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کی طرف سے غفلت کا مظاہرہ کریں تو ایسی صورتحال بھی نکاح میں تاخیر کا سبب بنتی ہے۔ والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کی وفات کی صورت چھوٹے بہن بھائیوں کی پرورش اور کفالت کی ذمہ داری کا بوجھ عموماً بڑے بچوں پر آ جاتا ہے، بہن بھائیوں کی پرورش اور ان کے معاشی استحکام اور شادی بیاہ کے چکروں میں ان کے نکاح میں عموماً تاخیر ہو جاتی ہے۔

اسلام میں والدین کی خدمت کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ والدین کی خدمت کو مغفرت اور جنت کے حصول کا موجب بتایا ہے۔ فرمایا: "اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو بھی بڑھاپے میں پایا اور ان کی خدمت کرکے اپنی مغفرت نہ کرالی۔"[1]

لیکن والدین کی خدمت یا چھوٹے بہن بھائیوں کی دیکھ بھال کے لیے نکاح میں تاخیر درست نہیں۔ بلکہ ایسی صورت میں ایسے جیون ساتھی کا انتخاب کرنا چاہیے جو ان حالات میں معاون اور مددگار ثابت ہو جیسا کہ حضرت جابرؓ کا واقعہ ہے کہ جب انہوں نے ایک ثیبہ (شوہر دیدہ عورت) سے نکاح کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ باکرہ (کنواری) لڑکی سے کیوں نہ کیا کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی۔ اس پر حضرت جابرؓ نے وجہ بیان کی کہ میری کئی چھوٹی بہنیں ہیں اس لیے میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کی دیکھ بھال کرے۔ لہٰذا ذمہ داریوں کی بنا پر نکاح میں تاخیر کرنا روا نہیں ہے بلکہ اس مقصد کے لیے اگر ایسے جیون ساتھی کا انتخاب کیا جائے جو نیک، دیندار، عمدہ اخلاق کا مالک اور خوف خدا رکھنے والا ہو تو ایسا جیون ساتھی ان مسائل سے نبرد آزما ہونے کے

[1] ۔ بیہقی، احمد بن الحسین، شعب الایمان، باب حقوق الاولاد والأهلين، مكتبة الرشد لنشر والتوريخ بالرياض، رقم الحديث:8299

لیے بہترین رفیق اور معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

14۔ شادی کے منفی رسوم ورواج

پاکستان میں بہت سے منفی رسوم ورواج بھی نکاح کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک منگنی کی رسم ہے۔ منگنی اور شادی کے درمیان کا طویل دورانیہ کسی بھی طرح درست نہیں کیونکہ اس طرح ایک تو لڑکی لڑکا ایک دوسرے کے پابند ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے کہیں اور شادی کی بات نہیں چلائی جاسکتی۔ دوسرا شادی کے انتظار میں ان کی عمر نکل جاتی ہے، اور کبھی کبھار لمبے انتظار کے بعد منگنی ٹوٹ بھی جاتی ہے۔ اب عمر زیادہ ہو جانے کی وجہ سے بھی کہیں اور شادی کرنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ پھر ہمارے ہاں عموماً اگر گھر میں غیر شادی شدہ بہنیں موجود ہوں تو لڑکے کی شادی میں تاخیر کی جاتی ہے جب تک کہ تمام بہنیں اپنے گھروں کی نہ ہو جائیں۔ اس صورت میں بھی لڑکے کی نکاح کی عمر نکل جاتی ہے۔ اسی طرح ہمارے معاشرے میں بڑی لڑکی کے ہوتے ہوئے چھوٹی کی شادی کو انتہائی غیر مناسب سمجھا جاتا ہے۔ عموماً بڑی لڑکی کے لیے مناسب رشتہ کی تلاش میں چھوٹی کی نکاح کی عمر بھی نکل جاتی ہے۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ دو ہجری میں جب حضرت فاطمہؓ کے لیے حضرت علیؓ کا رشتہ آیا تو اس وقت حضرت ام کلثومؓ جو کہ حضرت فاطمہؓ سے بڑی تھیں ابھی تک غیر شادی شدہ تھیں لیکن آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو ان کے عمدہ اخلاق کی بدولت اپنی جگر گوشہ کے لیے بلا تامل پسند فرمایا اور ان دونوں کا نکاح کروا دیا جبکہ حضرت ام کلثومؓ کا نکاح بعد میں تین ہجری میں حضرت عثمانؓ سے ہوا۔ جب لڑکا یا لڑکی بالغ ہو جائیں، نکاح کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے اہل ہو جائیں تو ان کے نکاح میں ان فضول رسومات کی بنا پر تاخیر روا نہیں ہے، بالغ ہونے پر نکاح اولاد کے بنیادی حقوق اور والدین کے فرائض میں شامل ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

جس کے ہاں لڑکا پیدا ہو، تو وہ اس کا اچھا نام رکھے، اس کی تعلیم وتربیت کا اچھا انتظام کرے اور جب بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کر دے۔ اگر بالغ ہو گیا اور اس کی شادی نہیں کی اور وہ کسی گناہ کا مرتکب ہو گیا تو اس کا گناہ اس کے والد پر ہو گا۔

15۔ طبی وحیاتیاتی مسائل

پاکستانی معاشرے میں نکاح کے حوالے سے ہماری ترجیحات پر مادیت پرستی کا غلبہ ہے۔ جس کی وجہ سے ایک عام انسان کے لیے بھی مناسب رشتہ کی تلاش کسی مہم سے کم نہیں ہوتی تو ان حالات میں کسی بھی قسم کی جسمانی معذوری کے ہوتے ہوئے رشتہ کا ملنا انتہائی دشوار ہو جاتا ہے۔ ہاں بعض اوقات کچھ اس قسم کے طبی اور حیاتیاتی مسائل اور پیچیدگیاں بھی ہوتی ہیں جن کی بنا پر افراد ازدواجی زندگی اور نسل انسانی کی افزائش وبقا کا سلسلہ جاری رکھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ ایسی صورت حال بھی نکاح کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہوتی ہے۔ اگر نکاح کے بعد ایسی

صورت حال سامنے آتی ہے تو اسلام نے مرد کو دوسری شادی یا طلاق اور عورت کو خلع کا حق بھی دیا ہے۔

نتائج بحث

نکاح نہ صرف سنت نبوی ہے بلکہ ایک صالح معاشرے کے قیام اور تحفظ اخلاق، عفت وعصمت کے لیے بھی لازم ہے۔ جس معاشرے میں نکاح دشوار ہو وہاں اخلاقی بے راہ روی اور زنا عام ہو جاتا ہے۔ قوموں کے اخلاق پست ہو جائیں تو قومیں زوال کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے قرآن وسنت میں نکاح پر زور دیا گیا ہے۔ کیونکہ نکاح میں تاخیر افراد کے اخلاق میں زوال کا سبب بنتی ہے۔ پاکستانی معاشرہ مادیت پرستی کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔ مادیت پرستی کا یہ غلبہ نکاح میں تاخیر کا سبب بنتا ہے۔ اعلیٰ تعلیم کا حصول صرف اور صرف مادی نقطہ نظر سے کیا جاتا ہے اور ان مادی فوائد کے حصول تک عموماً نکاح کی عمر نکل جاتی ہے۔ پھر ہمارے ہاں رشتہ دیکھتے ہوئے معمولی سے معمولی نقص کو بھی عیب شمار کرتے ہوئے رشتہ رد کر دیا جاتا ہے۔ کسی کا قد چھوٹا ہو یا رنگ سانولا ہو، ناک موٹی ہو تو رشتہ سے انکار کے لیے یہی بہت بڑے جواز ثابت ہوتے ہیں۔ ہر شخص پرفیکشن (Perfection) چاہتا ہے جبکہ پرفیکشن تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہی ہے اور نہ تو کوئی بھی انسان کامل خوبیوں کا مجسمہ نہیں ہوتا۔ بہت ساری سلیقہ مند، نیک سیرت اور اچھی فکر کی حامل لڑکیاں بھی صرف اپنے دبتے رنگ کی وجہ سے گھروں میں کنواری بیٹھی رہ جاتی ہیں اور بہت سارے مردوں کے لیے صرف داڑھی رکھنا ہی جرم ثابت ہوتا ہے۔ قصور ہماری ترجیحات کا ہے جن کی بدولت نکاح مشکل سے مشکل ہوتا جا رہا ہے اور معاشرہ کئی قسم کی اخلاقی بیماریوں کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔ جب نکاح کے ذریعے اخلاق کا تحفظ نہ کیا جائے اور دوسری طرف انٹرنیٹ اور میڈیا دعوت گناہ دے رہے ہوں تو ایسے معاشرے میں جرائم کے لیے جتنی بھی بڑی سزائیں مقرر کر لی جائیں جرائم روکے نہیں جا سکتے۔ ایک پاکیزہ اور صالح معاشرے کے قیام کے لیے درست لائحہ عمل صرف اور صرف قرآن وسنت سے ہی مل سکتا ہے۔ نکاح کی اسی اہمیت کا ادراک کرتے ہوئے آغاز اسلام سے ہی معاشرے کے بے نکاح افراد کا نکاح تمام حکومتوں کی ترجیحات میں شامل رہا ہے۔ آپ ﷺ خود ایسے افراد کے نکاح کا انتظام فرما دیا کرتے تھے۔ خلفاء راشدین نے بھی اس سنت پر عمل جاری رکھا اور محاصل کو جہاں علاقے کی فلاح اور ترقی کے لیے استعمال کیا جاتا تھا وہیں اس سے معاشرے کے نادار افراد کے نکاح کا بھی خصوصی طور پر انتظام کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ عثمانی خلافت میں عائلی قوانین اور خاص کر شادی کا قانون بہت زبردست تھا مثلاً نکاح کی عمر 18 سے 25 سال مقرر تھی۔ پچیس سال کی عمر تک شادی نہ کرنے والے کو سرکاری ملازمت کے لیے نااہل قرار دینے کے ساتھ ساتھ اس کی آمدن کا پچیس فیصد لے کر نکاح کے خواہش مند حضرات کے نکاح کے لیے خرچ کیا جاتا۔ بیماری کی صورت میں میڈیکل چیک اپ کیا جاتا قابل علاج بیماری کا علاج اور ناقابل علاج بیماری کی صورت میں عذر قبول کیا

جاتا۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول میں مصروفیت کے سبب شادی میں تاخیر کی درخواست قبول کی جاتی۔ بیروزگار افراد کو مفت زمین اور کاروبار کے لیے قرضہ دیا جاتا۔ والدین کی خدمت کے لیے عسکری خدمات سے استثناء کے علاوہ بچوں کے لیے مختلف وظائف کا اہتمام بھی تھا۔

تجاویز و سفارشات

ذیل میں چند تجاویز پیش کی جاتی ہیں جن پر عمل کر کے ان عوامل کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے جو نکاح کی راہ میں تاخیر یا رکاوٹ کا سبب بنتے ہیں:

- نکاح کو آسان اور سادہ بنانے کے لیے منفی سماجی رسومات اور شادی بیاہ پر بے دریغ پیسے کا استعمال اور نمود و نمائش کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ لمبی چوڑی باراتوں اور جہیز کی لعنت کو ختم کر کے سنت نبوی ﷺ کے مطابق سادہ ولیمہ کی رسم کو قائم رکھا جائے۔
- مطلقہ اور بیوہ کے نکاح ثانی کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
- بامقصد تعلیم دی جائے جو معاشرے کو صالح افراد تیار کر کے دے اور عملی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے تاکہ افراد کوئی ہنر سیکھ کر باعزت روزگار شروع کر سکیں۔
- ایسے ادارے قائم کیے جائیں جو نوجوانوں کو نہ صرف آسان قرضے دیں بلکہ ان کی دلچسپی کے کاروبار شروع کرنے اور جمانے میں مشاورت اور معاونت بھی کریں۔
- والد یا والدین کی وفات کی صورت بچوں کی کفالت، تعلیم، کاروبار اور شادی میں مکمل معاونت کی جائے۔
- جو افراد والدین کی خدمت کے سبب نکاح نہ کر رہے ہوں ان کو گھر کے نزدیک ملازمت یا کاروبار کی سہولت اور وظائف دیئے جائیں۔
- طبی اور حیاتیاتی مسائل کے شکار افراد کا علاج ممکن ہو تو ان کو علاج معالجے کی مفت سہولت دی جائے اور ان کے نکاح کا بندوبست کیا جائے۔
- مادیت پرستی کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ نکاح کے حوالے سے ترجیحات کی تبدیلی اور تعلیمات نبوی کو عام کرنے کے لیے الیکٹرونک، پرنٹ اور سوشل میڈیا کا استعمال کیا جائے۔ تاکہ معاشرتی رویوں میں تبدیلی لائی جاسکے۔
- حکومت اور مخیر حضرات کے تعاون سے ایسے ادارے قائم کیے جاسکتے ہیں جو نادار، غریب اور نکاح کے خواہشمند خواتین و حضرات کے نکاح میں معاونت کریں۔
- معاشرے کی سوچ اور رویوں میں تبدیلی لانے کے لیے نہ صرف سیمینارز اور کانفرنسز کا انعقاد کیا

جائے بلکہ مساجد، مدارس اور گلی محلوں میں آگاہی مہم کا آغاز کیا جائے جن کے ذریعے نہ صرف تعلیمات نبوی ﷺ کا عام کیا جائے بلکہ اس کے ذریعے رائے عامہ میں تبدیلی لائی جائے۔ لوگوں میں شعور و آگہی پیدا کی جائے اور منفی رویوں، سوچ اور ترجیحات کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

- حکومتی سطح پر ایسے اقدامات کیے جائیں جن سے نکاح کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کا ازالہ کیا جا سکے۔ اور ایسے قوانین بھی بنائے جائیں جن سے ایک طرف نکاح کو سادہ اور آسان بنانا ممکن ہو اور دوسری طرف نوجوانوں کو روزگار مہیا کرتے ہوئے ایک مقررہ عمر تک نکاح کے لیے مجبور کیا جائے۔ پہلے سے موجود قوانین پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

[i] - https://www.geo.tv/latest/226958-the-big-business-of-weddings-in-pakistan
The big business of weddings in Pakistan, retrived: MAY 22, 2019

[ii]-http://www.pbs.gov.pk/sites/default/files//tables/UN-

EMPLOYMENT%20RATES.pdf, retrived: MAY 22, 2019